واقفین زندگی کا مقام

(فرمودہ ۷ جون ۱۹۴۷ء)

۷ جون ۱۹۴۷ء بعد نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جناب مرزا عبدالحق صاحب وکیل گورداسپور کی لڑکی عزیزہ بیگم صاحبہ کا نکاح محترم حیدر علی صاحب ابن حکیم رحمت علی صاحب آف دہلی کے ساتھ مبلغ دو ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ [1]

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

نکاحوں کے متعلق میرا عام طریق یہی ہے کہ میں واقفین زندگی کے نکاح ہی پڑھا کرتا ہوں یا پھر ایسے لوگوں کے نکاح بھی پڑھ دیا کرتا ہوں جن کے ساتھ میرے ذاتی تعلقات ہوں اور وہ تعلقات بھی ایسے ہوں کہ ان کی وجہ سے وہ نکاح پڑھے جانے کے حقدار قرار پاتے ہوں لیکن اس کی وجہ یہ نہیں کہ میں واقفین زندگی کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہوں یا واقفین زندگی کو تو معزز سمجھتا ہوں اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہوں بلکہ اس لئے کہ چونکہ اب جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر چکی ہے اور کاروبار وسیع ہو چکا ہے اس لئے ایسے کاموں کے لئے وقت نکالنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

پس ضروری تھا کہ ایک حد بندی قائم کر دی جاتی۔ ہاں جب کوئی ایسا نکاح آجاتا ہے کہ وہ مجھ سے پڑھے جانے کا مستحق ہو تو اس وقت بعض دوسرے نکاح بھی شامل کر لئے جاتے ہیں۔ آج جس نکاح کے اعلان کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں وہ لڑکا تو واقف زندگی نہیں لیکن لڑکی کے والد یعنی مرزا عبدالحق صاحب بی اے ایل ایل بی واقف زندگی ہیں اور گو ابھی تک ہم نے ان

کو وقف کے سلسلہ میں مرکز میں نہیں بلوایا اور انہیں اجازت دے رکھی ہے کہ وہ ابھی اپنا کام بھی کریں اور سلسلہ کے بعض ضروری کاموں میں بھی حصہ لیں لیکن وہ اپنا کافی وقت سلسلہ کے کاموں کے لئے دیتے ہیں اور ہر اتوار کو قادیان آجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے تعلقات میرے ساتھ پرانے ہیں اور وہ تعلقات ایسے ہیں کہ وہ میرے لئے بمنزلہ عزیز کے ہیں اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان کی لڑکی کا نکاح پڑھا دوں۔ اس میں شبہ نہیں کہ ہماری جماعت کے بہت سے افراد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے قربانی کی روح پائی جاتی ہے۔ الاماشاء اللہ اور وہ سب ہی اچھے ہیں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ ان اچھوں میں بھی کچھ زیادہ اچھے ہوتے ہیں اور کچھ کم اچھے ہوتے ہیں رسول کریم ﷺ کے سارے صحابہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ؎۲ فرمایا ہے لیکن ان میں بھی مدارج تھے اور ان میں سے بعض صحابہ اپنے ایثار اور قربانی اور اخلاص کی وجہ سے بعض دوسروں پر فوقیت رکھتے تھے۔ یہی حال ہماری جماعت کا بھی ہے اس لئے دنیوی کاموں میں ان کی دینی قربانیوں کی وجہ سے بعض کو بعض پر ترجیح دینی ہی پڑتی ہے اور جب کام کی زیادتی ہو تو حد بندی لگانی ہی پڑتی ہے۔

ہماری جماعت کے اندر ایک مرض ایسا ہے جو صحابہؓ میں نہیں تھا اور وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کا ہر شخص ایک نئی راہ کی تلاش میں رہتا ہے جس کے ذریعہ وہ خلیفہ وقت سے کام لے سکے اور ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بعض کام خلیفہ وقت ہی کرے۔ مثلاً کسی نے مکان بنانا ہو تو اس نے مجھ سے آکر کہہ دیا چلئے بنیادی اینٹ رکھ دیجئے میں نے بھی سمجھا کہ اس کی دلجوئی ہو جائے گی اس لئے انکار نہ کیا مگر جب دوسروں نے دیکھا کہ خلیفہ وقت نے فلاں شخص کے مکان کی بنیادی اینٹ رکھی ہے تو جس کسی نے مکان بنوانا چاہا اس نے کہا میرے مکان کی بنیادی اینٹ بھی رکھ دیجئے اس طرح ایک خلیفہ تو مکان کی اینٹیں رکھنے کے لئے چاہئے۔ اسی طرح قادیان میں شادیوں اور بیاہوں پر ہوتا رہا ہے اور جس کسی کے ہاں شادی ہوتی یا کسی نے اپنے دوستوں یا عزیزوں کو دعوت چائے یا دعوت طعام دی تو پہلے ایک نے پھر دوسرے نے اور پھر دیکھا دیکھی ہر ایک نے مجھے بلانا شروع کر دیا۔ اب چونکہ یہ تو نہیں ہو سکتا تھا کہ میں ایک کی بات مانتا اور اس کی دلجوئی کرتا اور دوسرے کی بات کو رد کر دیتا کیونکہ جس کی بات مانی گئی وہ تو خوش ہو گیا اور جس کی نہ مانی گئی اس کے دل کو ٹھیس لگی اس لئے میں نے اس رواج کو بند کر دیا۔ پچھلے دنوں ایک دوست ٹائیفائڈ سے بیمار ہوئے اور ایک دن انہوں نے پانی

کا ایک گلاس میرے پاس بھجوایا کہ یہ پانی دم کر دیا جائے۔ ان کی عمر کی زیادتی کی وجہ سے اور پھر اس وجہ سے کہ وہ بیمار ہیں ان کے دل کو تکلیف ہوگی میں نے پانی دم کر کے دے دیا مگر پھر انہوں نے دوسرے دن بھی تیسرے دن بھی اور پھر باقاعدہ پانی بھجوانا شروع کر دیا اور میں بھی دم کر کے دیتا رہا۔ وہ تو خیر اچھے ہو گئے اس کے بعد میں اس انتظار میں رہا کہ ان کی دیکھا دیکھی دوسروں کو کب پانی دم کرانے کا خیال آتا ہے۔ چنانچہ آج ایک اور دوست نے بھی پانی کا گلاس دم کرنے کے لئے بھیج دیا۔ میں نے سمجھا اب تو دم کرانے والوں کا تانتا بندھ جائے گا اور میں سلسلہ کے دوسرے کام چھوڑ چھاڑ کر صرف دموں کے لئے ہی وقف ہو جاؤں گا اس لئے میں نے وہ گلاس واپس کر دیا اور کہہ دیا جاؤ میں نے ایک کی بات تو اس کی دلجوئی کے لئے مان لی تھی اب دوسرے کی بات نہیں مانتا۔ رسول کریم ﷺ ایک دن مجلس میں بیٹھے ہوئے صحابہ کے سامنے ذکر فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبیوں کو جو انعامات ملتے ہیں ان سے مجھے وافر حصہ ملا ہے اور میرے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ یہ انعامات مقرر کئے ہیں۔ آپ نے بہت سے انعامات گنتے ہوئے جنت کی نعماء کا بھی ذکر فرمایا یہ سن کر ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے بھی دعا فرمائیں کہ میں بھی وہیں آپ کے ساتھ جنت میں رہوں آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ اس کی دیکھا دیکھی دوسروں نے بھی اٹھنا اور دعا کے لئے کہنا شروع کر دیا آپ نے فرمایا ایک کے لئے تو میں نے دعا کر دی ہے اب دوسروں کے لئے نہیں کر سکتا۔ [۳]

یہ تو ایک مثال ہے اور بھی کئی ایسی مثالیں ہونگی۔ صحابہؓ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ رسول کریم ﷺ چونکہ ایک بشر ہیں اور بشر بشر ہی ہوتا ہے اور وہ یہ نہیں کر سکتا کہ دنیا بھر کی اصلاح بھی کرے اور ہمارے سارے کام بھی وہی سرانجام دے اس لئے وہ آپ کو اپنے ذاتی کاموں کے لئے تکلیف نہیں دیتے تھے۔ اور صحابہ کو اس کے متعلق اتنا احساس تھا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جو نہایت اعلیٰ پایہ کے صحابی تھے اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور جن کے متعلق رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا جب تک عبدالرحمٰن بن عوف زندہ ہے میری امت میں فساد نہیں ہوگا۔ ایک دن عبدالرحمٰن بن عوف رسول کریم ﷺ کے پاس آئے ان کے کپڑوں کو رنگ کے کچھ داغ لگے ہوئے تھے اور وہ رنگ کے داغ اس قسم کے تھے جیسے عرب میں عام طور پر شادی بیاہ کے مواقع پر کپڑوں پر لگائے جاتے تھے۔ آپ نے فرمایا

عبدالرحمٰن تمہارے کپڑوں پر یہ داغ کیسے ہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری شادی ہوئی ہے۔ [4] اب دیکھو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جو اتنے اعلیٰ پایہ کے صحابی تھے ان کی شادی ہوتی ہے اور رسول کریم ﷺ کو پتہ ہی نہیں لگتا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے بڑھ کر کون اس بات کا مستحق ہو سکتا تھا کہ آپ اس کی شادی میں شمولیت فرماتے مگر چونکہ صحابہؓ کو اس بات کا پورا احساس تھا کہ آپ کے اوقات کو محفوظ کرلیا جائے اور اس قسم کے گھر کے معاملات میں آپ کا قیمتی وقت ضائع نہ کیا جائے تاکہ آپ پوری طرح دین کی خدمت کر سکیں اس لئے انہوں نے آپ سے اس کا ذکر نہ کیا۔ پھر آپؐ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے دریافت فرمایا کس سے شادی ہوئی ہے۔ انہوں نے عرض کیا فلاں عورت سے۔ معلوم ہوتا ہے وہ بڑی عمر کی تھی۔ آپ نے فرمایا کسی جوان لڑکی سے شادی کرتے تو اچھا تھا۔ غرض میں نے جو نکاحوں وغیرہ کے متعلق پابندی لگائی ہوئی ہے اس کی یہ وجہ نہیں کہ میں بعض کو حقیر سمجھتا ہوں اور بعض کو معزز خیال کرتا ہوں بلکہ صرف اس لئے کہ میں ایک بشر ہوں اور سلسلہ کے کاموں کا بوجھ مجھ پر زیادہ ہے اور میں ہر ایک کی تقریب پر نہیں پہنچ سکتا اس لئے میں نے مناسب سمجھتے ہوئے حد بندی لگادی ہے اور سوائے کسی خاص وجہ کے ایسے کاموں میں حصہ نہیں لیتا۔ اگر میں ہر ایک کی بات مانتا چلا جاؤں تو سلسلہ کے کاموں میں حرج واقع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت کا جو کام میرے سپرد کیا ہے میں اس کو پوری طرح سرانجام نہیں دے سکتا۔

(الفضل ۸۔ دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۳، ۴)

[1] الفضل ۱۱ جون ۱۹۴۷ء

[2] المجادلۃ : ۲۳

[3] بخاری کتاب الرقاق باب یدخل الجنۃ سبعون الفا بغیر حساب

[4] بخاری کتاب النکاح باب کیف یدعی للمتزوج